کلام: گوہرؔ جارچوی

منقبت

لہرا کے ذوالفقار جو میداں میں چل گئی
چہرے پہ شامیوں کے گھنی شام مَل گئی

میں مر رہا تھا موت میرے سر سے ٹل گئی
کھایا تبرک اور طبیعت سنبھل گئی

نو لاکھ روتے روتے ہی بے حال ہو گئے
اصغرؑ نے ایسا حملہ کیا جنگ ٹل گئی

چہرے منافقین کے کیوں پڑ گئے سیاہ
بغضِ علیؑ کی آگ لگی نسل جل گئی

ساحل پہ پیاسے شیر کی انگڑائی دیکھ کر
دریا تڑپ کے رہ گیا کوثر مچل گئی

روضے پہ شاہ دیںؑ کے ادب سے میری نظر
خاکِ شفا پہ چلتی ہوئی سر کے بل گئی

فوج ایسے بکھری دیکھ کے عباسؑ کا جلال
لگتا تھا جیسے موم کی بتی پگھل گئی

دریا پکارا بھر کے سکینہؑ کی مشک میں
میں قید کیا ہوا میری قسمت بدل گئی

مرحب کی ذوالفقار نے کی یوں اٹک پٹک
دھڑ گر پڑا زمیں پہ تو گردن اچھل گئی

فر فر ابھی تو بول رہے تھے یہ واعظین
ذکرِ علیؑ پہ سوکھی (چلتی) زباں کیوں پھسل گئی

ناد علیؑ کے خوف سے رستہ بدل لیا
آئی اُدھر سے موت اِدھر سے نکل گئی

گوھرؔ بھلا یزید کا کیسے ملے نشاں
اس کو علیؑ کے شیر کی ہیبت نگل گئی